متعلق دوسرے نامور اصحاب کے خیالات اور تجزیے اور ان کی شخصیت و سوانح اور ان کے فن پر لکھے ہوئے مقالے اتنا کچھ ہے کہ میں نے ان کے مطالعہ ہی میں ایک مہینہ گزار دیا۔ یہاں تو میں تحریروں کی ضروری فہرست لکھنے والوں کے نام بھی عرض نہیں کر سکتا۔

ان کی شخصیت کی رفعتوں اور اس کے اعماق کو سمجھنے کے لئے بڑا اہم کلیدی مضمون ان کے بھائی شمیم احمد کا ہے (بھائی صاحب)۔ ایام کے سارے چکر اور حالات کی وہ ساری ضربیں سامنے آجاتی ہیں جو سلیم کو گھڑ کر بنانے میں کچھ نہ کچھ دخل رکھتی ہیں۔ بقیہ سلیم تو خود بنا۔

سلیم وادیٔ عمر میں جس فکری لکیر پر سفر کرتا ہے وہ مختلف مذہبی منازل سے اسے گزارتی ہوئی آگے بڑھتی ہے۔ بدیں وجہ اسلامیت کا عنصر سلیم کی شخصیت اور سلیم کے ہنر سے جدا نہیں ہو سکا مگر وہ عسکری سکول کی اصطلاح کے تحت چاہے تو اسلامی ادب کو مان لے۔ البتہ جہاں جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والا کوئی آدمی بولا اس کی حالت غیر ہو جائے گی۔ حالانکہ دیکھنے کی اصل چیز کسی کی ادبی نگارشات ہیں یا اس کا بنیادی ادبی تصور۔ مجھے مثلاً اس تصورِ ادب سے اتفاق نہیں ہے کہ اسے لازماً "سیکولر" ہونا چاہیئے۔ میں کہتا ہوں کہ خدا پرست آدمی کا اعتقاد اگر محض آرائشی اور نمائشی نہیں، دل میں اترا ہوا ہے تو اس کے قعرِ ذہن سے جو بھی چیز تخلیق ہو گی اس میں خدا پرستی اس طرح شامل ہو گی جس طرح گلاب کے پھول کی رنگت کے ساتھ مخصوص خوشبو! دُنیائے ادب میں میں کسی کو جماعت اسلامی پہ غور کرنے کے لئے نہیں پکارتا۔ میں تو گلاب کے پھول والی مندرجہ بالا بات کو سوچنے کے لئے بیان کرتا ہوں۔ آپ نہیں مانتے، نہ مانیں۔ کوئی اس جرم کی وجہ سے [illegible] دشمن میں رکھ کر مجھے پتھر مارتا ہے تو میں کوشش کروں گا کہ میرا صبر اور توازن برقرار رہے۔ میں ہنستے مسکراتے اختلاف کرنا چاہتا ہوں اور اختلاف کرنے یا سننے کے بعد بھی ہنستے مسکراتے اس جذبے سے جدا ہونا چاہتا ہوں کہ پھر ملا جا سکے۔ بار بار ملا جا سکے۔

سلیم کی بات چھیڑیں تو اس سے شاخ در شاخ مبحث نمودار ہونے لگتے ہیں۔ اس حکایتِ لذیذ کی گرفت سے قلم کو نکالتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ "روایت" (۳، ۴) نہ صرف ایک اچھا ذخیرۂ ادب ہے بلکہ سلیم احمد کو سمجھنے کے لئے بالخصوص ایک وقیع مجموعۂ نگارشات ہے۔